© rasailojaraid.com

حاملان قرآن

حضرت شیخ عبدالقادر العمادی

بیانحضرتِ آیات کردگار ربیا

از جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی ایس سی (علیگ)

ابو محمد کنیت، عبدالقادر نام، شیخ اکبر خطاب، خلیفۂ سنت امام کتاب، واتیناہ الحکمۃ و فصل الخطاب' ۔حضرت کے آیات وکرامات وفضائل تقوی وحقائق ومعارف عرف طیب سے بھی اعرف ہیں شیخ الاسلام امیر سید شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ کی جناب سے خلافت کبریٰ پر فائز تھے تکیہ شریفہ سوگھر پور میں ایک درسگاہ قائم فرمائی تھی جس میں دو سو طلبہ مقیم رہتے، اور ایک خانقاہ بنوائی تھی کہ اس میں بھی دو سو آزادگان قلندر مشتغل بحق ہوتے حضرت ان سب کو وحی اور تنزیل کا درس دیتے اور طعام صبح وشام میں سب کے ساتھ شریک ہوتے، مواقیت خمسہ میں بغیر کسی طرح کے مسجد جامع میں "ارکعو مع الراکعین" کا اہتمام والتزام فرماتے اب اس مدرسہ اور اس خانقاہ کی یادگار دل میں ہے' زمین میں بہ بل ہوتا کہاں کہ دیر تک آسمان کا بوجھ اٹھائے رہے ۔

مدارس آیات خلت عن تلاوۃ ومهبط وحی مقفر العرصات

گیارہ سو چالیس میں پیدا ہوئے اور سترھویں رمضان بارہ سو دو میں رفیق اعلیٰ سے جا ملے کہ یہی قسطنطنیہ میں سلطان عبدالحمید خان اول اور شاہجہان آباد (دہلی) میں خواجہ میر درد کا سال وفات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی ہے۔ ترجمۂ طاہرہ مبسوطات سیرت میں مدون ہے یہاں صرف افادات قرآن پر اقتصار ملحوظ ہے اور وہ بھی نہایت مجمل۔

فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ

بارش نہ ہو تو پھول شبنم ہی سے شگفتہ ہو جاتے ہیں۔

قضاو قدر| حلقۂ درس میں قلب جبار و متکبر کی بحث تھی اور آیۂ کریمہ "كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ" سے ہر فریق استناد کرتا تھا۔ ایک فریق کہتا تھا۔

كذلك يطبع الله يدل على ان الكل من الله — اسی طرح اللہ طبیعت بنا دیتا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کی جانب سے ہے۔

دوسرا فریق کہتا تھا۔

كذلك يطبع الله على كل قلب متكبر جبار يدل على ان هذا الطبع انما حصل من الله لانه كان في نفسه متكبراً اجباراً — "اسی طرح اللہ ہر ایک متکبر اور جبار کے دل پر ٹھپہ لگا دیتا ہے (یعنی ویسی ہی طبیعت بنا دیتا ہے)" یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ کی جانب سے یہی طبیعت حاصل ہوئی ہے کیونکہ ایسا شخص فی نفسہٖ متکبر اور جبار تھا۔

بحث سے جب شرارے نکلنے لگے تو فریقین کو حضرت سے استفاضہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اسباب قضا| فرمایا۔

ان الله يخلق دواعي الكبر في القلب فتصير تلك الدواعي مانعة من حصول ما يدعوا الى الطاعة والانقياد لامر الله — اللہ تعالیٰ دل میں تکبر کے اسباب و محرکات پیدا کر دیتا ہے، یہی محرکات ہیں جو اللہ کا حکم بجا لاتے اور اس کی اطاعت کرنے سے روکتے ہیں۔

فالاية حجة لكل واحد منكما من وجه — اس بنا پر یہ آیت ایک طور پر تم دونوں فریقوں کے

© rasailojaraid.com

وعلیٰ فریق ذا احد من وجہٍ آخر

یہ وجہ استدلال ہے، اور دوسرے طور پر ایک فریق کے مخالف ہے۔

وَبخلق دواعی التکبر فی القلب یکون القول بالقضاء والقدر حقاً و یکون تعلیل الصد عن الذین بکونہ متجبراً متکبراً باقیاً۔

قلب میں اسباب و محرکات تکبر کے پیدا کر دینے کے معنے یہ ہوئے کہ قضا و قدر کا عقیدہ برحق ہے جبار و متکبر ہونے کی بنا پر دین اسلام سے رکنے یا ہٹ جانے کی علت بھی اس صورت میں بدستور باقی رہتی ہے۔

کبر و جبروت | رہی یہ بات کہ متکبر اور جبار کسے کہتے ہیں؟ مفسرین اس میں تھوڑی سی تفریق کرتے ہیں کہ متکبر تو وہ ہے جو قبول حق توحید سے تکبر کرے، اور جبار وہ ہے جو غیر حق میں جبار ہو۔

وکمال السعادۃ فی امرین

انسان کی سعادت اور نیک بختی کا کمال دو امروں میں ہے،

التعظیم لامر اللہ

اللہ کے حکم کی تعظیم۔

والشفقۃ علیٰ خلق اللہِ

اور اللہ کی مخلوق پر شفقت۔

فالتکبر کالمضاد للتعظیم لامر اللہ و

اس بنا پر تکبر تو گویا اللہ کے حکم کی تعظیم کی ضد ہے۔ اور

الجبروت کالمضاد للشفقۃ علیٰ خلق اللہ

جبروت گویا اللہ کی مخلوق پر شفقت کی ضد ہے۔

طرح فرعون | عرض کی:۔

اسی آیت کے بعد بنائے صرح کا تذکرہ ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

فرمایا:۔ بنائے صرح کی پوری آیت یوں ہے:۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَّعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا

فرعون نے کہا:۔ اے ہامان میرے واسطے ایک اونچا محل بنواؤ، شاید میں راستے تک پہنچ سکوں، وہ راستے جو سماوات کے ہیں کہ اس پر چڑھ کے موسیٰ کے معبود کو جھانک

© rasailojaraid.com

وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ـ

دیکھوں مصری انکل ہیں تو وہ جھوٹا ہے۔ اسی طرح فرعون کو اس کے برے کام بھلے دکھائی دیے۔ اللہ کی راہ پر چلنے سے وہ روک دیا گیا اور فرعون کے داؤ پیچ ہلاکت اور زیاں کاری میں رہے۔

تحقیق بنائے صرح | مصر میں فرعون کے آثار آج بھی نمایاں ہیں اور سب کے سب اس کی عظمت سلطنت کی شہادت دیتے ہیں، کہنے کو تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ خدا سے مطلع ہونے کے لیے فرعون جو بڑی اونچی عمارت بنوانا چاہتا تھا وہ یہی اہرام مصر ہیں کہ جیزہ کے علاقہ میں آج بھی سر اٹھائے ابر سے باتیں کر رہے ہیں، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ایک ایسی متمدن قوم اور ایسی متمدن سلطنت کا فرمان روا ایسا نادان تھا کہ کسی بلند عمارت پر چڑھ کر خدا کو دیکھ سکنے کا خیال رکھتا تھا؟

بنائے تحقیق | فكل عاقل يعلم بديهة عقله انه يتعذر في قدرة البشر وضع بناء يكون ارفع من الجبل العالي، ويعلم ايضا بديهة عقله انه لا يتفاوت في البصر حال السماء بين ان ينظر اليه من اسفل الجبال وبين ان ينظر اليه من اعلى الجبال واذا كان هذان العلمان بديهيين امتنع ان يقصد العاقل وضع بناء ليصعد منه الى السماء ـ

ہر ایک عقلمند بدیہی طور پر اپنی عقل سے جانتا ہے کہ کسی ایسی عمارت کا بنانا جو اونچے پہاڑ سے بھی بلند ہو انسان کی قدرت و استطاعت سے متعذر ہے۔ عقلمند آدمی اس حقیقت کا بھی بدیہی طور پر علم رکھتا ہے کہ چاہے پہاڑ کے نیچے سے دیکھے اور چاہے پہاڑ کے اوپر سے مشاہدہ کرے، جس طرح چاہے دیکھے آسمان کی حالت میں کچھ تفاوت نظر نہ آئے گا۔ اور دیکھنے میں کچھ ایسا فرق محسوس نہ ہوگا جب یہ دونوں باتیں بدیہی ہیں تو ناممکن ہے کہ کوئی عقلمند آدمی ایسی عمارت [illegible] جس پر چڑھ کر آسمان تک پہنچ سکے۔

© rasailojaraid.com

وإذا كان فساد هٰذا معلوماً بالفطرة امتنع اسناده إلى فرعون

جب یہ کھلی ہوئی ناممکن بات ہے تو ایسے امر محال کو فرعون کی جانب منسوب کرنا قطعاً درست نہیں۔

فرعون کا مطلب کیا تھا

لما عرف كل احد ان الطريق الى روية الله ممتنع كان الوصول الى معرفة وجود الله بطريق الحس ممتنعاً۔

جب ہر شخص نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی راہ رکی ہوئی ہے تو یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ حواس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو جاننے پہچاننے کے طریقے تک پہونچنا بھی ممکن نہیں۔

ونظيره قوله تعالىٰ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ۔

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "اگر تجھ سے ہوسکے کہ تو زمین میں ایک سرنگ تلاش کرکے یا آسمان میں ایک سیڑھی لگاکے ان لوگوں کو کوئی معجزہ دکھائے"۔

وليس المراد ان محمداً صلى الله عليه وسلم طلب نفقاً في الارض أو وضع سلماً الى السماء۔

اس سے یہ مراد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین میں سرنگ یا آسمان تک سیڑھی لگانی چاہی تھی

بل المعنى انه لما عرف ان هٰذا المعنى ممتنع فقد عرف انه لا سبيل الى تحصيل ذلك المقصود

اس کے معنی یہ ہیں کہ جب یہ بات واضح ہوچکی کہ دیکھنے کے لئے سرنگ یا سیڑھی لگاکے اللہ تک پہنچنا محال ہے تو یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ اس مقصد کے حاصل کرنے کی کوئی سبیل نہیں

فكذا هٰهنا غرض فرعون من قوله "يا هامان ابن لي صرحاً"

فرعون کا ہامان سے یہ فرمائش کرنا کہ "میرے لیے ایک اونچی عمارت بنادے" یہی مدعا اس کہنے سے بھی ہے۔

يعني أن الاطلاع على اله موسىٰ لما كان لا سبيل اليه الا بهٰذا الطريق فكان هٰذا

فرعون کا مطلب یہ تھا کہ موسیٰ کے معبود تک پہونچنے کی راہ یہی ہے کہ زمین پر سرنگ یا آسمان پر سیڑھی لگائیں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الطریق ممتنعاً مختفیاً یظہر منہ	اور ظاہر ہے کہ یہ طریقہ ممکن نہیں، تو اس سے یہ بھی
انہ لا سبیل الی معرفۃ الالہ الذی	ظاہر ہوتا ہے کہ اس معبود کو جاننے پہچاننے کی سبیل بھی
یثبتہ موسیٰ۔	ممکن نہیں جس کو موسیٰ ثابت کر رہے ہیں۔
فرعون کی دلیل بے بنیاد تھی — ہذہ الشبہۃ	با ایں ہمہ یہ شبہہ فاسد ہے۔
فاسدۃٌ۔	
لأن طرق العلم ثلاثۃٌ	اس لیے کہ علم حاصل کرنے کے تین طریقے ہیں۔
الحس	حس
والخبر	اور خبر
والنظر	اور نظر
ولا یلزم من طریقٍ واحدٍ وہو الحسُّ	کسی ایک طریقے کے معدوم ہونے سے کہ یہاں اس سے حس
انتفاء المطلوب	مراد ہے، ضروری نہیں کہ اصل مطلب بھی معدوم ہو جائے
وذلک لان موسیٰ علیہ السلام کان	دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون پر واضح کر دیا
قد بین لفرعون ان الطریق فی معرفۃ	تھا کہ معرفت الٰہی اور خداشناسی کا طریقہ صرف استدلال
اللہ تعالیٰ انما ہو الحجۃ والدلیل کما	ہے، اسی بنا پر کلام اللہ کے لفظوں میں حضرت موسیٰ نے
قال ربکم ورب آبائکم الاولین	کہا تھا کہ وہ معبود تم سب کا پروردگار ہے اور تمہارے
"رب المشرقین ورب المغربین"	گذشتہ آبا و اجداد کا پروردگار بھی وہی ہے" وہی مشرق
	ومغارب کا پروردگار بھی ہے۔
الا أن فرعون لخبثہ ومکرہ تغافل	اس قطعی استدلال کے ہوتے ہوئے بھی فرعون نے
عن ذلک الدلیل وانتقل الی الجمال الالہ	اپنی خباثت سے کام لیا اور اس دلیل سے چشم پوشی کر کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لما کان لا طریق الی الاحساس بھذا الالہ وجب نفیہ
جاہلوں کے ذہن نشین کر دیا کہ جب اس معبود کے محسوس کرنے کا کوئی طریقہ ہی نہیں تو بجائے موجود ہونے کے اس کا معدوم ہونا لازم ہوا۔

ہامان | عرض کی۔ ہامان کی حقیقت کیا ہے جس کو فرعون نے بنائے صرح کا حکم دیا تھا۔

فرمایا:۔

یہود کا اعتراض | زعموا ان ھامان ماکان موجوداً البتۃ فی زمان موسیٰ و فرعون و انما جاء بعد ھما بزمان مدید ودھر بعید فالقول بان ھامان کان موجوداً فی زمان فرعون خطأ فی التاریخ۔
یہود کا زعم ہے کہ موسیٰ اور فرعون کے زمانہ میں ہامان ہرگز موجود نہ تھا، بہت طویل مدت کے بعد اس کا زمانہ آیا، لہذا یہ کہنا تاریخی غلطی ہے۔ کہ فرعون کے زمانے میں ہامان موجود تھا۔

مسلمانوں کا جواب | مفسرین اس کا جواب دیتے ہیں:۔

ان وجود شخص یسمّی بھامان بعد زمان فرعون لا یمنع عن وجود شخص یسمی بھذا الاسم فی زمانہ۔
فرعون کے زمانے کے بعد ہامان نام کے ایک شخص کا موجود ہونا اس بات کا مانع نہیں کہ اسی نام کا ایک دوسرا شخص فرعون کے زمانہ میں بھی رہا ہو۔

اعتراض مزید | مخالفین اس پر اعتراض کرتے ہیں:۔

ھذا الشخص المسمی بھامان الذی کان موجودا فی زمان فرعون ماکان شخصاً خسیساً فی حضرۃ فرعون بل کان کالوزیر لہ
یہ شخص جس کا نام ہامان تھا اور جس کو فرعون کے زمانہ کا بیان کیا جاتا ہے کوئی ادنیٰ آدمی نہ رہا ہوگا بلکہ فرعون کے دربار میں وزیر کی حیثیت رکھتا ہوگا ایسا شخص اپنی صفت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ومثل هذا الشخص لا يكون مجهول الوصف والحلية فلو كان موجوداً لعرف حاله

اور اپنے حلیہ میں مجہول اور گمنام نہیں ہو سکتا، اگر اس کا وجود ہوتا تو اس کا حال بھی معروف اور نام بھی موجود ہوتا۔

وحيث اطبق الباحثون عن احوال فرعون وموسیٰ ان الشخص المسمی ہامان ما كان موجوداً في زمان فرعون وانما جاء بعده بادوار علم انه غلط وقع في التواريخ۔

فرعون اور موسیٰ کے حالات کی جن لوگوں نے تحقیق کی ہے ان سب کا اتفاق ہے کہ ایک شخص جس کا نام ہامان بیان کیا جاتا ہے فرعون کے زمانہ میں موجود نہ تھا بلکہ اس کے بہت بعد پیدا ہوا، اس بنا پر ماننا پڑیگا کہ یہ ایک تاریخی غلطی ہے۔

نظائری تائید | اس طرز استدلال پر مخالفین نے بڑا زور لگایا ہے اور اس کی تائید و تقویت میں نظائر سے بھی ثبوت بہم پہنچایا ہے۔

قالوا ونظير هذا ان نعرف في دين الاسلام ان ابا حنيفة انما جاء بعد محمد صلی الله عليه وسلم۔

مخالفین نے اپنے دعوی کے ثبوت میں یہ نظر پیش کی ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام میں ابوحنیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئے تھے۔

فلو ان قائلاً ادعی ان ابا حنيفة كان موجوداً في زمان محمد عليه الصلوٰة والسلام وزعم انه شخص اٰخر سوی الاول وهو ايضاً يسمی ابي حنيفة فان اصحاب التواريخ يقطعون بتخطئة قائل هذا فكذا ههنا

اب اگر کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایک ابوحنیفہ موجود تھے جو امام ابوحنیفہ کے علاوہ ایک دوسرے بزرگ گذرے ہیں اگرچہ نام ان کا بھی ابوحنیفہ ہی تھا، تو ایسے مدعی کے اس دعوی کو مورخین قطعاً غلط قرار دیں گے یہی صورت یہاں بھی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام کا آخری جواب مفسرین کی جانب سے اس کا آخری جواب یہ ہے ۔

ان تواریخ موسیٰ و فرعون قد طال العهد بها و اضطربت الاحوال و الادوار فلم یبق علی کلام اهل التواریخ اعتماد فی هذا الباب	موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے عہد کی تاریخیں بہت ہی مضطرب و مغشوش ہیں زمانہ اتنا گزر چکا ہے کہ اب اس باب میں ان مورخین کے کلام پر اعتماد باقی نہ رہا ۔
بخلاف حال رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم مع ابی حنیفۃ فان هذه التواریخ قریبۃ غیر مضطربۃ بل هی مضبوطۃ ۔	بخلاف اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امام ابو حنیفہ کے ہم زمانہ ہونے کی صورت جدا گانہ ہے کیونکہ یہ تاریخیں قریب العہد ہیں مشکوک نہیں بلکہ ضبط صحت کی ساتھ ہیں
فظهر الفرق بین البابین ۔	اس بنا پر ظاہر ہے کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فرق ہے

نئی تحقیق فرمایا مفسرین برحق ہیں، مگر تتبع سے مجھے تو ایک اور ہی حقیقت نظر آتی ہے، حضرت عکرمہؓ کی حدیث میں ہے :-

کان علیٌّ اعلم بالمهیمّات	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مُہیمات سب کا یعنی ان امور کا جو قابل اہتمام ہوں اور اہمیت رکھتی ہوں، سب سے زیادہ علم تھا مُہیمات کو ایک دوسری روایت میں مُہیمنات بھی کہا گیا ہے۔ مگر اس کے معنی بھی یہی ہیں ۔ عرب کہتے تھے :-
هم لنفسك ۔	اپنے لیے اہتمام کرو ۔
ولا تهم لهولاء	ان لوگوں کے لیے اہتمام نہ کرو ۔

تمام ائمہ ادب نے اس محاورہ کے یہی معنی بیان کئے ہیں کہ " اطلب لنفسك و اهتم لها و احتل "

یہ بھی محاورہ ہے :-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فلانٌ لا یہتام لنفسہ — فلاں شخص اپنے لیے کوئی اہتمام نہیں کرتا یہاں بھی "لا یہتام" کے معنیٰ "لا یحتال" مذکور ہیں، اخطل کا کلام بھی اسی کا مؤید ہے:-

فاھتمّ لنفسک یا جُمیعُ ولا تکن

لسنی قریبۃ والبطون تھیم

ان تمام الفاظ و محاورات کو ملحوظ رکھیے کہ سب کا مادہ وہی ہے جو ہامان کا ہے۔

قول فیصل فرمایا:- اس بنا پر اگر ایسے شخص کو جو بڑے بڑے کاموں کے اہتمام و انتظام کا خاص ملکہ رکھتا ہو "ہامان" کہتے ہوں، اور اسی اہتمام کرنے والے کو فرعون نے ہامان کے نام سے مخاطب کیا ہو تو اس میں کیا حرج ہے؟ یہاں ہامان سے اس نام کا کوئی شخص مراد نہیں بلکہ اس لفظ کے معنی مراد ہوں گے، یعنی عمدہ اہتمام و انتظام کرنے والا۔ واللہ اعلم۔

مرآۃ المثنوی

مرتبہ

جناب قاضی تلمذ حسین صاحب ایم اے رکن دارالترجمہ

مثنوی مولانا روم کا بہترین ایڈیشن جس میں مثنوی شریف کے منتشر مضامین کو ایک سلسلہ کے ساتھ اس طور پر مرتب کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا مولانا کے مدعا اور ان کی تعلیم کو بڑی آسانی سے سمجھتا چلا جاتا ہے کئی انڈکس اور فہرستیں بھی ہیں جن کی مدد سے آپ حسب منشا جو شعر چاہیں نکال سکتے ہیں۔ ایک بسیط فرہنگ بھی ملحق ہے غرض یہ کہ اس کتاب نے مثنوی شریف سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایسی سہولت مہیا کر دی ہے کہ ایک شخص بڑی آسانی سے کتاب کے مطالب عبور حاصل کر سکتا ہے

کاغذ کتابت طباعت بہترین جلد نہایت اعلیٰ قیمت ۸ انگریزی ۱۰ سکہ عثمانیہ

دفتر ترجمان القرآن سے طلب کیجیے

© rasailojaraid.com